WWW.AHLULHADEETH.NET

اصلی اہل سنت

کون؟

ڈاکٹر سید طیب الرحمٰن

ناشر

المعہد الاسلامی للدراسات الاسلامیہ والعصریہ

St.64, G-11/2

اسلام آباد

WWW.AHLULHADEETH.NET

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا اس امت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے دین مکمل کر دیا۔ اب کسی دوسرے دین یا نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ اسی لئے آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کیا ہے (المائدہ:۳)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ جن کو جب تک پکڑے رکھو گے گمراہ نہ ہونے پاؤ گے۔ ایک اللہ کی کتاب دوسرے اس کے رسول کی سنت ﷺ (مؤطا امام مالک)۔

صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہی دو چیزیں سیکھیں۔ قرآن مجید کے الفاظ سیکھے اور اس کا مفہوم سمجھا۔ الفاظ قرآن یاد کرنے والے تو خاص خاص تھے جبکہ قرآن کے معانی کا علم عام وخاص سب نے حاصل کیا۔ صحابہ کرامؓ سے زیادہ قرآن حکیم کا علم جاننے والا اور سنت کو سمجھنے والا کوئی اور نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس کتاب وسنت کے علاوہ کوئی ایسا کلام نہ تھا جس کو وہ پڑھتے اور تفقہ حاصل کرتے۔ ان کے پاس دو ہی باتیں تھیں ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے کیا کہا ہے اور دوسری یہ کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے یہ دین براہ راست اللہ کے نبی ﷺ سے حاصل کیا۔ انہیں اسناد، راویوں کے حالات۔ سند کی کمزوریوں اور جرح وتعدیل میں جانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ انہوں نے نزول قرآن، اسباب نزول اور تفسیر قرآن کا براہ راست مشاہدہ کیا۔ اپنے کانوں سے احادیث رسول ﷺ سنی۔ آپ کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ آپ کی دعوت کو اپنے دلوں سے محسوس کیا۔ اسی لئے صحابہؓ کے بعد میں آنے والے مسلمان صحابہؓ جیسا فہم حاصل نہیں کر سکتے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

WWW.AHLULHADEETH.NET

یہ امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان میں سے ایک (نجات پانے والی) جماعت وہ ہوگی جو اس راستہ پر چلے گی جس پر آج میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)۔

معلوم ہوا کہ نجات پا جانے والی جماعت کا خاص اصول اللہ کی کتاب، اس کے رسول کی سنت اور طریق صحابہؓ ہے۔ یہ اصول انہیں دوسرے گمراہ فرقوں سے الگ کرتا ہے۔

پھر تابعین ان صحابہؓ کے بہترین جانشیں ثابت ہوئے۔ انہوں نے اپنے بعد آنے والے تبع تابعین اور آئمہ دین تک یہ دین بخوبی پہنچایا۔ جب فرقہ بندی شروع ہوئی تو فرمان رسول کے مطابق ایک جماعت نبی رحمت ﷺ اور صحابہ کے طریق پر جمع رہی۔ انہوں نے اللہ کی رسّی کو تھام کر اللہ کے اس فرمان پر عمل کیا۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولاتفرقوا.

''اور اللہ کی رسّی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور فرقے نہ بنو''۔

جنہوں نے اللہ کی رسی (کتاب اللہ، سنّتِ رسول اور اجماع سلف) کو تھاما انہیں اہل سنت والجماعت، اہل حدیث، سلفی اور طائفہ منصورہ کہا گیا۔ یہ نام کسی فرقہ کے نہیں ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ ''مذہب اہل سنت قدیم مذہب ہے جو کہ اس وقت بھی موجود تھا جب ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کیونکہ یہ تو صحابہ کرام کا مذہب تھا۔ جنہوں نے اسے نبی رحمت ﷺ سے لیا تھا۔ (منهاج السنة)۔

جب بدعات نے جنم لیا تو علماء اہل سنت نے محسوس کیا کہ رسول اکرم ﷺ کے نام پر دروغ گوئی شروع ہو چکی ہے تو انہوں نے احادیث کی اسناد اور رجال کی چھان پھٹک شروع کی۔ ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگ اسناد کے بارے میں باز پرس نہیں کیا کرتے تھے جب فتنے وقوع پذیر ہوئے تو یہ پوچھا جانے لگا کہ اس روایت کے راوی کون

WWW.AHLULHADEETH.NET

ہیں؟ اگر راوی اہل سنت ہوتے تو روایت قبول کرلی جاتی اور اگر راوی اہل بدعت ہوتے تو قبول نہ کی جاتی ۔(مقدمہ مسلم)

جب اسناد اور رجال کے بارے میں چھان پھٹک شروع ہوئی تو جن علماء اہل سنت نے علم حدیث کا اہتمام کیا وہ اہل حدیث، اصحاب الحدیث اور اہل علم کہلوائے ۔

اہل سنت والجماعت کا منہج:

i) اہل سنت کے عقائد، تصورات، عبادات اور معاملات کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے کیونکہ اللہ کے کلام سے اوپر کسی کا کلام نہیں اور رسول کے طریقے سے اوپر کسی کا طریقہ نہیں ہے۔

ii) اہل سنت کے ہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی شخص بھی معصوم نہیں ۔آئمہ بھی معصوم نہیں ہیں اسی لئے اصل پیشوا محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہے۔آپ کے سوا ہر کسی کی بات قبول بھی کی جاسکتی اور رد بھی کی جاسکتی ہے۔

iii) اہل سنت کے ہاں دین کے علم میں صحابہ کرامؓ سب سے بڑھ کر ہیں چنانچہ ان کے اجماع کی مخالفت جائز نہیں۔ ان کے بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے انکا اجماع حجت قرار پایا۔ جن امور میں انہوں نے اختلاف کیا تو بھی حق ان کے اقوال ہی میں منحصر ہے۔

iv) اہل سنت کسی قول یا اجتہاد کو قرآن وسنت اور اجماع صحابہؓ پر پیش کرنے سے پہلے قبول نہیں کرتے چاہے وہ کسی کا بھی ہو۔

v) اہل سنت کسی رائے، عقل، وجدان، کشف یا ذوق کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

vi) اہل سنت بیشتر اہم اصولوں پر متفق ہیں۔ یہ اصول ان کے عقائد کی ترجمانی کرتے ہیں۔ جو شخص ان اصولوں سے اختلاف کرتا ہے وہ اہل سنت کے مخالف فرقوں میں چلا جاتا ہے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

vii) اہل سنت کے ہاں بعض ایسے اجتہادی امور بھی ہیں۔جن میں ایک سے زیادہ رائے ہو سکتی ہیں۔ان میں سلف سے بھی اختلاف منقول ہے۔ایسے مسائل میں اختلاف کرنے والے کو گمراہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اہل سنت کا منہج جاننے کے بعد یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ آج علماء دیو بند اہل سنت ہونے کے زبردست دعویدار ہیں مگر حقیقتاً طریق صحابہؓ سے ان کا تعلق نہ ہونے کی بناء پر وہ صرف لفظی دعویدار ہیں۔کسی گروہ کے عقائد اس گروہ کے علماء اور اکابرین طے کرتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں حنفیت کے دعویدار مسلک دیو بند کے علمبرداروں کا مسلک کیا ہے؟

جناب محمد یوسف بنوری صاحب لکھتے ہیں:

''اکابر علماء دیو بند کا مسلک وہی ہے جو مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کا تھا...... ایک طرف امام ابن تیمیہؒ کی جلالت قدر کا اعتراف کرتے ہیں اور دوسری طرف شیخ محی الدین ابن عربی کے کمالات کا اعتراف ہے۔(مسلک علماء دیو بند)

خلیل احمد سہارنپوری اپنے مشائخ کا تعلق سلاسل صوفیہ میں نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ سے جوڑتے ہیں۔(المهند على المفند، ص ۲۹)۔

قاری طیب صاحب مسلک علماء دیو بند کو شاہ ولی اللہ، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مجدد الف ثانی اور سید احمد بریلوی سے جوڑتے ہیں(مسلک علماء دیو بند)۔

اسی طرح اشرف علی تھانوی، انور شاہ کشمیری اور مولوی محمد زکریا صاحب کا بھی علماء دیو بند میں ایک خاص مقام ہے۔جب ان علماء دیو بند کے عقائد کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے موازنہ کرتے ہیں تو بنیادی امور میں واضح فرق معلوم ہوتا ہے۔علماء دیو بند کے چند عقائد کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

WWW.AHLULHADEETH.NET

ماخذ دین : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا با اللہ ورسلہ (آل عمران ۱۷۹)

''اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے (غیب بذریعہ وحی بتانے کیلئے) منتخب کرلیتا ہے۔پس تم اللہ اوراس کے رسولوں پر ایمان لاؤ''۔

معلوم ہوا کہ ہم رسولوں سے آزاد ہوکر اللہ تعالیٰ کے احکامات نہیں جان سکتے ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے براہِ راست سننے کا دعوٰی کرتا ہے وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے فرمایا:

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا (ھود: ۱۸)

''اوراس سے بڑھ کرظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے''۔

مگر علماءدیوبند اس شخص کو اللہ کا ولی جانتے ہیں جو احادیث رسول سننے سے انکار کرے اور براہِ راست اللہ تعالیٰ سے سننے کا دعوٰی کرے۔

ملاحظہ فرمائیں:

''ابدال میں سے ایک شخص نے خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا بھی کوئی ولی دیکھا؟ فرمانے لگے ہاں دیکھا ہے ۔ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی میں حاضر تھا۔ میں نے امام عبدالرزاق محدث کو دیکھا کہ وہ احادیث سنارہے ہیں اور مجمع ان کے پاس احادیث سن رہا ہے۔ مسجد کے ایک کونے میں ایک جوان گھٹنوں پر سر رکھے علیحدہ بیٹھا ہے۔ میں نے اس جوان سے کہا کہ تم دیکھتے نہیں کہ مجمع حضور اقدس ﷺ کی حدیثیں سُن رہا ہے۔تم ان کے ساتھ شریک کیوں نہیں ہوتے ؟ اس جوان نے نہ تو سر اٹھایا اورنہ ہی التفات کیا اور کہنے لگا اس جگہ وہ لوگ ہیں جو رزاق کے عبد (عبدالرزاق محدث) سے حدیثیں سن رہے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو خود رزاق (اللہ تعالیٰ) سے سنتے ہیں نہ کہ اس کے عبد سے۔خضر نے فرمایا اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ اس نے سر اٹھایا اور

کہنے لگا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ خضر ہیں۔

خضر فرماتے ہیں اس سے میں نے جانا کہ اللہ کے بعض ولی ایسے بھی ہیں جن کے علو مرتبہ کی وجہ سے میں ان کو نہیں پہچانتا۔ حق تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہم کو بھی ان سے نفع پہنچائے آمین۔ (فضائل حج صفحہ ۱۴۰، فیضی کتب خانہ لاہور)

بتائیے کتاب اللہ، سنتِ رسول اور اجماع سلف صالحین کا خاص الخاص اصول کی بجائے براہ راست اللہ سے سننے کے دعویداروں کو اللہ کا ولی ماننے والے دیوبندی صوفیا اہل سنت کیسے ہوسکتے ہیں؟ یہ صحابہ کرامؓ کی بجائے ابن عربی اور بایزید بسطامی کے پیروکار ہیں۔ بایزید بسطامی شریعت اسلامیہ کے ماخذ پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے "تم نے اپنا علم فوت شدہ بزرگوں سے حاصل کیا ہے اور ہم نے اپنا علم اس ذات سے حاصل کیا ہے جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ ہم کہتے ہیں میرے دل نے اپنے رب سے بیان کیا اور تم کہتے ہو کہ فلاں نے مجھ سے حدیث بیان کی۔ وہ کہاں ہے۔ جواب ملتا ہے مر گیا۔ پھر اس فلاں نے فلاں سے بیان کیا۔ وہ کہاں ہے؟ جواب ملتا ہے کہ مر گیا ہے۔ (فتوحات مکیہ)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انما العلم بالتعلم (بخاری تعلیقا)

"علم پڑھنے پڑھانے سے حاصل ہوتا ہے"۔

مگر صوفیاء دیوبند پڑھنے پڑھانے کی بجائے عین بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی رُوح پرفتوح سے ملاقات کر کے احادیث سنتے ہیں۔

1۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اگر سچ پوچھتا ہے تو میں قرآن مجید کا ایسا ہی بلاواسطہ شاگرد ہوں جیسا کہ روح پرفتوح حضرت رسالت مآب ﷺ کا اویس ہوں۔ (الفوز الکبیر مترجم مولوی رشید احمد انصاری ص ۷۶)

WWW.AHLULHADEETH.NET

شاہ ولی اللہ صاحب نے درثمین فی مبشرات النبی نامی کتاب لکھی جس میں چالیس احادیث جمع کیں جو ان کے والد شیخ عبدالرحیم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں۔

صوفیاء دیوبند نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمیں عین بیداری کی حالت میں غیبی معاملات کے حقائق منکشف ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس کا نام مکاشفہ رکھا اور یہ دعویٰ کیا کہ مکاشفہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔ تبلیغی جماعت کے سابق امیر مولوی محمد زکریا صاحب کے ذاتی روزنامچہ سے ان کے مرید محمد اقبال صاحب نے چالیس مکاشفات بہجتہ القلوب میں جمع کئے۔ چند مکاشفات یعنی بیداری میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات'' ملاحظہ فرمائیں:

۴/رجب ۱۳۹۸ھ، بروز جمعہ حضور اکرم ﷺ نے عبدالحفیظ سے (مکاشفہ میں) فرمایا کہ زکریا کی خدمت کرتے رہو۔ اس کی خدمت میری ہی خدمت ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں اکثر اس کے حجرہ میں جاتا رہتا ہوں۔

۱۰ صفر ۱۴۰۰ھ آج دوپہر کو حضور اقدس ﷺ مدرسہ علوم شرعیہ کے کمرے میں تشریف لائے (قیام گاہ حضرت شیخ) اور فرمایا کہ انہیں (شیخ کو) ظہر کی نماز پڑھانے آیا ہوں۔

۳۔ ۲۳ رجب ۱۴۰۰ھ بعد عشاء عزیز عبدالحفیظ نے صلوٰۃ وسلام کے بعد میری (حضرت شیخ کی) طرف سے حضور سے عرض کیا کہ حرمین کا رمضان چھوڑ کر پاکستان (فیصل آباد) اس لئے جا رہا ہوں کہ وہاں لوگوں کو اللہ اور اس کے حبیب کا نام لینا آ جائے۔ اس کیلئے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس سے بڑھ کر کون سا کام ہو سکتا ہے؟ پھر فرمایا کہ حرمین کا ثواب تو انشاء اللہ کہیں گیا نہیں۔ پھر بہت دیر تک دعا فرماتے رہے۔ اس کے بعد بہت وقار سے فرمایا کہ ہمیں تو فیصل آباد کا خود بھی اہتمام ہے۔ انشاء اللہ میں اپنے عصا سمیت وہاں موجود رہوں گا۔ (بہجتہ القلوب)

قارئین کرام۔ وفات رسول کے بعد کسی صحابی، تابعی اور امام نے رسول اللہ ﷺ سے بیداری میں ملاقات کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے یہ صوفیاء صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین

WWW.AHLULHADEETH.NET

کے نقش قدم پر نہیں ہیں۔اس لئے یہ اہل سنت والجماعت ہونے کے جھوٹے دعویدار ہیں۔

وحدت الوجود:

مولوی محمد یار دربار محمدیہ گڑھی شریف محمد ﷺ کو خدا قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

؎ گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا   پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغاباز نہیں

بریلوی علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قبلہ حضرت مولانا محمد یار صاحب کا یہ شعر اور اس جیسی دوسری عبارات (جو مسلم بین الفریقین علماء کی کتابوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں) مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تعینات سے قطع نظر کر کے موجود حقیقی یعنی ما بہ الموجودیت حق سبحانہ وتعالی کے سوا کچھ نہیں ...... مولانا محمد یار صاحب کے شعر کا مضمون شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے کلام میں ہے۔فتوحات مکیہ جلد ثانی ص ۱۲۷ میں ہے۔"تم محمد عظیم الشان ﷺ کو محمد گمان کرتے ہو جیسے تم سراب کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو اور وہ ظاہری نظر میں پانی ہی ہے مگر حقیقتا آب نہیں ہے بلکہ سراب ہے ۔ جب تم محمد ﷺ کے قریب آؤ گے تو تم محمد ﷺ کو نہ پاؤ گے بلکہ صورت محمدیہ میں اللہ تعالی کو پاؤ گے اور رویۃ محمدیہ میں اللہ تعالی کو دیکھو گے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے کلام میں اسی قسم کا مضمون موجود ہے۔انتباہ کے ص ۹۰ پر فرماتے ہیں ......

انور شاہ کشمیری اپنی کتاب فیض الباری میں لکھتے ہیں۔کنت سمعہ الذی کے یہ معنی بیان کرنا کہ بندہ کے کان،آنکھ وغیرہ اعضاء حکم الہی کی نافرمانی نہیں کرتے حق الفاظ سے عدول کرنا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالی کے قول (کنت سمعہ الذی) میں کنت صیغہ متکلم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متقرب بالنوافل یعنی بندہ میں سوائے جسد وصورت کے کوئی چیز باقی ہی نہیں رہی۔اور اس

WWW.AHLULHADEETH.NET

میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہے۔اور یہی وہ معنی ہیں جن کو صوفیائے کرام فنا فی اللہ سے تعبیر کرتے ہیں...... حدیث مذکور (فکنت سمعہ) میں وحدۃ الوجود کی طرف چمکتا ہوا اشارہ ہے اور ہمارے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے زمانہ تک اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں بڑی متشدد اور حریص تھے۔میں اس کا قائل تو ہوں لیکن متشدد نہیں ہوں۔(فیض الباری جلد رابع ص ۴۲۸)

پھر کاظمی صاحب شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالرحیم کے اقوال پیش کر کے لکھتے ہیں مولانا محمد یار پر کفر کا فتوی لگانے والے آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے والد ماجد دو موجود حقیقی جاننے کو کفر حقیقی فرما رہے ہیں۔

الحاصل مولانا محمد یار صاحب کے اشعار کا مبنیٰ مسئلہ وحدۃ الوجود ہے۔اگر وحدۃ الوجود کو شرکیہ عقیدہ کہا جائے تو تمام مشائخ دیوبند کافر و مشرک قرار پائیں گے کیونکہ وہ سب وحدۃ الوجود پر متشدد ہیں ...... نتیجہ ظاہر ہے کہ مولانا محمد یار صاحب کا دامن اس مسئلہ میں ایسے اکابر امت کے ساتھ وابستہ ہے کہ جن کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں (دیوانِ محمدی ص ۱۹ تا ۲۳)

محمد یار گڑھی والے خواجہ غلام فرید کے خاص خلیفہ ہیں انہوں نے دیوان محمدی میں وحدت الوجود کو کھول کر بیان کرتے ہوئے صاف لفظوں میں محمد ﷺ کو خدا کہا ہے۔ علامہ کاظمی نے دیوبندی اکابرین کے حوالے دے کر ثابت کیا کہ علماء دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔بتائیے محمد ﷺ کو خدا کہنے والے اہل سنت ہو سکتے ہیں؟

شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب کی فنائے کلی بھی ملاحظہ فرمائیں:

''والد گرامی فرماتے تھے کہ اوقات عزیز میں سے ایک وقت فنائے کلی اور غیبت تامہ میسر ہوئی تو دیکھا کہ حق سبحانہ وتعالی نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے فلاں بندے کو ڈھونڈ لاؤ۔زمین میں تلاش کیا نہ ملا۔آسمان چھان مارا نہ ملا۔بہشت میں تلاش کیا نہ پایا۔اس پر حق سبحانہ وتعالی نے فرشتوں کو خطاب کیا کہ جو مجھ میں فنا ہوا وہ نہ آسمانوں میں ملے گا، نہ

WWW.AHLULHADEETH.NET

زمینوں میں اور نہ ہی بہشت میں ۔(انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ دہلوی)

یقیناً صحابہؓ،تابعینؒ اور آئمہ اہل سنت ایسے عقیدوں سے بری تھے۔ یہ عقیدے ابن عربی اور اس کے مقلدین کے ہیں۔ایسے ہی عقائد کی بناء پر ابن تیمیہؒ نے ابن عربی کو کافر کہا۔ یہ عقائد ونظریات اسلامی مآخذ اور کتاب وسنت کے اصولوں سے میل نہیں کھاتے البتہ دیوبندی کہلانے کے باوجود ان میں بریلوی علمِ کلام کی جھلکیاں واضح طور پر دکھائی دیتی ہیں، جن کا مطلب یہ ہے کہ جسمانی بُعد کے باوجود ذہنی، قلبی اور عقائدی قرب بدرجہ اتم موجود ہے۔ ایسے نظریات کے حاملین اہل سنت والجماعت نہیں ہوسکتے ۔

مقام نبوت اور اکابر علماء دیوبند:

علماء دیوبند نے یہ نظریہ پیش کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت بالذات ہے اور باقی تمام انبیاء کی نبوت بالعرض ہے۔اس لئے اصلاً نبی آپ ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اصل سے نہیں بلکہ آپ کے فیض سے نبی ہیں بلکہ آپ کا فیض اپنی امت تک پہنچانے میں صرف ذریعہ اور واسطہ ہیں۔ جناب قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں۔

”اب سنئے وصف نبوت میں یہی تقسیم ہے۔ کہیں نبوت ذاتی ہے اور کہیں عرضی ہے۔ سو رسول اللہ ﷺ کی نبوت تو ذاتی ہے اور آپ کے سوا انبیاء علیہم السلام کی نبوت عرضی ہے۔(آب حیات)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔”سارے انبیاء آپ کی ذات سے فیض لے کر اپنی امتوں تک پہنچاتے ہیں۔غرض بیچ میں واسطہ فیض ہیں۔ مستقل بالذات نہیں ہیں۔غرض ان سارے انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے ان کا کوئی ذاتی کمال نہیں ہے۔(تحذیر الناس)

حسین احمد مدنی صاحب تحریر کرتے ہیں ”اب اس کے مقابلے میں ہمارے اکابر حضرات کے اقوال وعقائد ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات (اکابر علماء دیوبند) ذات حضور پرنور

WWW.AHLULHADEETH.NET

علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی، عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات ایسی واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں۔ غرض کہ حقیقت محمدیہ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیاں ہیں (الشہاب الثاقب)۔

قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فلسفہ نانوتوی کے شارح اور عقائد علماء دیوبند کے ترجمان تحریر کرتے ہیں۔ آپ کا اصل امتیازی وصف یہ ہے کہ آپ نور نبوت میں سب انبیاء کے مربی، ان کے حق میں مصدر فیض اور ان کے انوار کمال کی اصل ہیں۔ اس لئے اصل میں نبی آپ ہیں اور دوسرے انبیاء اصل سے نہیں بلکہ آپ کے فیض سے نبی ہیں۔ پس آپ ان سب حضرات انبیاء کے حق میں مربی اور اصل نور ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو نبی امت ہی نہیں نبی الانبیاء بھی فرمایا ہے .... حضور ﷺ کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آیا نبی ہو گیا (آفتاب نبوت از قاری طیب)۔

صحابہؓ، تابعین اور آئمہ اہل سنت کے ہاں نبوت بالذات، نبوت بالعرض اور حقیقت محمدیہ جیسی اصطلاحات موجود نہیں ہیں۔ یہ ابن عربی کے نظریات ہیں۔ سوچئے ابن عربی کی پیروی میں مقام نبوت کو تبدیل کرنے کے باوجود کیا یہ علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کہلوا سکتے ہیں؟ نبوت ذاتی کے قائل ہونے کی بناء پر خاتم النبیین کا مفہوم بھی تبدیل کر دیا گیا۔ قاری طیب صاحب لکھتے ہیں۔

"نور نبوت آپ ہی سے اور آپ ہی پر لوٹ کر ختم ہو گیا اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے کہ اسی سے اسی کے وصف خاص کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور اسی پر انتہاء بھی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم آپ کو وصف نبوت کے لحاظ سے صرف نبی ہی نہیں کہیں گے خاتم النبیین کہیں گے کہ آپ ہی پر تمام انوار نبوت کی انتہاء ہے۔ جس سے آپ منتہائے نبوت ہیں۔ آپ ہی سے نبوت چلتی ہے اور آخر کار آپ پر ہی عود کر آتی ہے۔ (آفتاب نبوت از قاری طیب)

WWW.AHLULHADEETH.NET

قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں۔ "غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ سے خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کو خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے (تحذیر الناس)۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تحذیر الناس)

المہند جو علماء دیوبند کے عقائد میں مشہور کتاب ہے اور ایسی مستند ہے کہ اس پر علماء دیوبند کی تصدیقات بھی درج ہیں۔ اس میں ختم نبوت کے بارے میں اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ یوں درج ہے۔ "مولانا نانوتوی نے اپنی دقت نظر سے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں ختم نبوت کی اس طرح تشریح فرمائی ہے۔ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت دو نوع داخل ہیں۔

۱۔ ایک خاتمیت باعتبار زمانہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام نبیوں کی نبوت کے زمانہ سے مؤخر ہے۔ آپ بحیثیت زمانہ سب کی نبوت کے خاتم ہیں۔

۲۔ دوسری خاتمیت بطور ذات جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی نبوت ایسی ہے جس پر تمام نبیوں کی نبوت ختم ہوتی ہے۔ جس طرح آپ زمانہ کے اعتبار سے خاتم النبیین ہیں اسی طرح نبوت بالذات کے طور پر بھی خاتم النبیین ہیں کیونکہ جو چیز بالعرض ہوتی ہے وہ بالذات پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے سلسلہ نہیں چل سکتا۔ آپ کی نبوت بالذات ہے اور باقی تمام انبیاء کی نبوت بالعرض اس لئے سارے نبیوں کی نبوت آپ کی نبوت کے واسطے سے ہے۔

اس دقیق مضمون میں جس طرح جلالت وعظمت نبوی کا بیان ہے یہ مولانا نانوتوی کا مکاشفہ ہے۔ یہ وہ تحقیق ہے جس طرح ہمارے محققین شیخ عبدالقدوس گنگوہی، شیخ اکبر ابن عربی اور علامہ تقی سبکی نے فرمائی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ تحقیق ایسی ہے کہ بہت سے علماء

WWW.AHLULHADEETH.NET

متقدمین بھی اس کا ادراک نہ کر سکے (المہند بہ عقائد علماء دیو بند)

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان عقائد کا ماخذ صحابہؓ اور آئمہ اہل سنت نہیں بلکہ ابن عربی اور اس کے مقلدین ہیں۔ ایسے علماء دیو بند کو اہل سنت کیسے مانا جا سکتا ہے؟ اگر ہر نبی علیہ السلام نے آپ ﷺ سے فیض لے کر اپنی امتوں تک پہنچایا تو قرآنِ حکیم کی اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

ورسلا لم نقصصھم علیک (النساء: ۱۶۴)

''اور ایسے رسول ہیں جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا''۔

جب آپ بعض رسولوں کے حالات سے ناواقف تھے تو پھر آپ ﷺ کی نبوت بالذات کیسے ہوئی؟ اگر آپ کو آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت مل گئی تھی تو قرآن عظیم کے نزول سے پہلے آپ ایمان کی تفصیلات سے ناواقف کیوں تھے؟

وکذلک اوحینا الیک روحا ، من امرنا ماکنت تدری ماالکتب ولاالایمان۔(الشوریٰ: ۵۲)

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کی۔ اس سے قبل آپ کو خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے؟ اور ایمان کیا ہے؟''

یاد رکھئے کہ نبوت بالذات، نبوت بالعرض، حقیقۃ محمدیہ اور وحدۃ الوجود جیسے عقائد صحابہؓ اور آئمہ اہل سنت کے اندر موجود نہ تھے۔ یہ عقائد عجمی سازش کے تحت مسلمانوں میں باطنی تحریک کے ذریعے داخل کر دیئے گئے ہیں اور مسلمانوں کا ایک گروہ کتاب وسنت کے حصار سے آزاد ہونے اور اس کے صحیح مفہوم سے ناآشنا ہونے اور ان کے حاملین اور عارفین سے بُعد اور قلت احترام کی وجہ سے اس کا شکار ہوگئے اور ستم بالائے ستم سنت سے ناآشنائی اور اجنبیت کے باوجود دعویٰ یہ ہے کہ ''ہم ہی اہلِ سنت ہیں''۔ ان نظریات کے حاملین علماء دیو بند اہل سنت نہیں۔

حیات النبی ﷺ:

حیات انبیاء کے موضوع پر قاسم نانوتوی صاحب کی آب حیات مشہور کتاب ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ کی حیات ذاتی اور مومنین کی حیات عرضی ہے۔موت کے وقت رسول کی حیات ختم نہ ہوگی بلکہ چھپ جائے گی جیسے چراغ کے اوپر ہانڈی رکھ دی جائے جبکہ مومنین کی حیات عرضی ہے۔وہ زائل ہوجائے گی جیسے چراغ کو بجھادیا جائے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

''وجہ اس فرق کی وہی تفاوتِ حیات ہے یعنی حیاتِ نبوی بوجہ ذاتیت قابل زوال نہیں اور حیاتِ مومنین بوجہ عرضیت قابل زوال ہے۔اس لئے موت کے وقت حیات نبوی زائل نہ ہوگی۔ ہاں مستور ہوجائے گی اور حیات مومنین ساری یا آدھی زائل ہوجائے گی۔ سو در صورت تقابل عدم وملکہ اس استتار حیات میں آپ کی ذات کو تو مثل آفتاب سمجھئے کہ وقت کسوف اوٹ میں حسب مزعوم حکما اس کا نور مستور ہوجاتا ہے زائل نہیں ہوتا یا مثل شمع خیال فرمایئے کہ جب اس کو کسی ہانڈی یا مٹکے میں رکھ کر اوپر سے سرپوش رکھ دیجیے تو اس کا نور بالبدایت مستور ہوجاتا ہے زائل نہیں ہوتا اور دربارہ زوال حیات مومنین کو مثل قمر خیال فرمایئے کہ وقت خسوف اس کا نور زائل ہوجاتا ہے یا مثل چراغ سمجھئے کہ گل ہونے کی بعد اس میں نور بالکل نہیں رہتا۔(آب حیات)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔''انبیاء علیہم السلام کے اموال میں میراث کا جاری نہ ہونا اور دوسروں کے اموال میں جاری ہونا اس پر شاہد ہے کہ ارواح انبیاء علیہ السلام کا ان کے بدن سے اخراج نہیں ہوتا۔مثل نور اطراف وجوانب سے سمیٹ لیتے ہیں۔ ان کے سوا دوسروں کی ارواح کو ان کے بدن سے خارج کردیتے ہیں۔اس لئے سماع انبیاء بعد وفات زیادہ تر قرین قیاس ہے اور اسی لئے ان کی زیارت بعد وفات بھی ایسی ہی ہے جیسے زندگی میں زندہ کی ہوا

WWW.AHLULHADEETH.NET

کرتی ہے۔(جمال قاسمی)

یہ حیات النبی ﷺ کا عقیدہ علماء دیو بند کے عقائد میں داخل ہے، لکھتے ہیں۔"آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔آپ کی یہ حیات دنیا جیسی ہے برزخی نہیں"۔(المہند فی عقائد علماء دیوبند)

اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ قاری محمد طیب صاحب جو ہمارے اکابر ہیں محمد قاسم نانوتوی کے علوم ومعارف کے بہترین شارح ہیں۔اس مسئلہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"حضور ﷺ کی حیات برزخی ہے مگر اس قدر قوی ہے کہ بلحاظ آثار وہ دنیوی ہی ہے .... یہی وجہ ہے کہ بعد وفات حضور ﷺ کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی۔جنازہ میں کلام فرمایا اور قبر میں کلام فرمایا جس کو بعض صحابہؓ نے سُنا۔یہ تو وفات کے بعد فوری بات تھی کہ روح نے جسم کو کلیتہ نہیں چھوڑا۔لیکن بعد میں تا حشر بھی روح کا وہی تعلق بدن سے قائم رہے گا۔جیسا نص حدیث اجساد انبیاء پر مٹی کا حرام ہونا ثابت ہے۔اگر ان ابدان میں کوئی روح نہیں ہے تو انہیں گل جانا چاہیے۔پھر حیات کا یہ اثر عالم برزخ میں ہے۔عالم دنیا میں یہ ہے کہ ان کے اموال میں میراث جاری نہیں ہوتی۔ان کی ازواج پر بیوگی نہیں آتی۔ان کے نکاح حرام ہوتے ہیں نہ صرف عظمتِ انبیاء کی وجہ سے بلکہ حقیقۃ حیات کی وجہ سے کہ وہ بیوہ ہی نہیں ہیں۔پس انبیاء کی یہ برزخی حیات جسمانی واز قبیل دنیوی بھی ہے کہ اجساد میں حس وحرکت بھی ہے۔قبروں میں عبادت بھی ہے۔کلام بھی ہے۔امت کی طرف توجہ بھی ہے۔تصرف بھی ہے۔بقا اجسام بھی ہے۔اور حیات اجسام بھی ہے۔پھر یہی حیات از قبیل حیات برزخی بھی ہے کہ نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ان کی آواز ان کانوں میں نہیں آتی اور کلام ان حسی کانوں میں نہیں پڑتا۔نیز توجہ الی الامت اور رخ کا پھیرنا ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا۔سو اس میں ہماری کمزوری ہے اور ضعف قوی کو دخل ہے۔نہ کہ ان آثار کے موجود نہ ہونے یا قابلِ وجد نہ ہونے کا۔(حیاۃ النبی ﷺ از اخلاق حسین قاسمی ص ۱۴)

غور کیجئے کیا صحابہؓ اور آئمہ اہل سنت کے یہی عقائد ہیں۔وفاتِ رسول کے وقت صحابہ کا

اجماع ہوا کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ کے خطبہ کے بعد تو ہر صحابی کی زبان پر سورۃ آلِ عمران کی یہ آیت تھی۔

وما محمد الا رسول . قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم.(آلِ عمران: ۱۴۴)

ترجمہ: ''اور محمد (ﷺ) تو اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ کیا اگر ان کو موت آجائے یا شہید کر دیئے جائیں تو تم ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے''۔(صحیح بخاری)

غور کیجئے کہ قرآن کریم کی اس قطعی اور صریح آیت کے ہوتے ہوئے اس کے واضح ترین مفہوم پر صحابہ کرامؓ کے اجماع کو نہ ماننے کے باوجود یہ علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کہلا سکتے ہیں؟

حیات النبی ﷺ کے عقیدے ہی کی بناء پر علماء دیوبند کی کتب میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے نبی اکرم ﷺ کا اپنی امت کی طرف توجہ کرنا اور تصرف کرنا ثابت ہوتا ہے۔ چند ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ سید احمد رفاعی مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں۔ ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے:

فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا　　تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وھِیَ نَائِبَتِیْ

وَھٰذِہٖ دَوْلَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ　　فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

ترجمہ: ''دوری کی حالت میں اپنی روح کو خدمت اقدس میں بھیجا کرتا تھا۔ وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی۔ اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے۔ اپنا دستِ مبارک عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں''۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

اس پر قبر شریف سے دست مبارک باہر نکلا اور انھوں نے اس کو چوما۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی ﷺ میں تھا۔ جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور ﷺ کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نور اللہ مرقدہ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے (فضائل حج از مولوی زکریا صاحب ص ۱۴۱)

۲۔ میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا میری ماں وہیں رہ گئی۔ اس کا مُنہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا۔ اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے اس سے عرض کیا آپ کون ہیں؟ کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں۔ (فضائل درود از مولوی محمد زکریا ص ۱۲۱)

ابن جلاء کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا مجھ پر فاقہ تھا میں قبر شریف کے قریب حاضر ہوا اور عرض کیا حضور اقدس ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں۔ مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی تو میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی حضور اقدس ﷺ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی۔ میں نے آدھی کھائی اور جب میں جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔ (فضائل حج از مولوی زکریا صاحب ص ۱۲۸)

کرامات اولیاء اللہ:

اہل سنت والجماعت کے نزدیک اولیاء اللہ کی کرامات یعنی ان کے ہاتھ پر رونما ہونے والے خرق عادت واقعات حق ہیں اور یہ اللہ کی طرف سے ان کی تکریم وتوقیر کے ذیل میں آتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر رونما ہونے والے یہ واقعات ان کے اختیار میں نہیں ہیں

بلکہ یہ اللہ کی طرف سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

ا۔ ابوبکر صدیقؓ اور ان کے مہمانوں نے کھانا کھایا۔ جتنا وہ کھانا کھاتے اس سے زیادہ نیچے سے ابھر آتا تھا۔کھانا کھانے کے باوجود وہ پہلے سے تین گنا زیادہ ہوگیا (بخاری ومسلم)

۲۔ اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں لاٹھی تھی۔رات گھپ اندھیری تھی۔ان کی لاٹھی روشن ہوگئی۔جس کی روشنی سے وہ گھر پہنچ گئے۔(بخاری)

ایسے واقعات تا قیامت اس امت میں ہوتے رہیں گے مگر صوفیائے دیوبند نے کرامات کی آڑ میں شرکیہ واقعات بیان کیے۔چند ملاحظہ فرمائیں۔

"میرے ایک دوست جو جناب بقیۃ السلف حجۃ الخلف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا حاجی شاہ امداد اللہ صاحب چشتی صابری تھانوی ثم المکی سلمہ اللہ تعالی سے بیعت تھے۔حج خانہ کعبہ کو تشریف لئے جاتے تھے۔ بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے۔چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہوجائے یا دوبارہ ٹکرا کر پاش پاش ہوجائے۔انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہوگا۔اللہ تعالی سمیع وبصیر وکارساز مطلق ہے اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ادھر تو یہ قصہ پیش آیا ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ۔نہایت درد کرتی ہے۔خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیونکر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا۔حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے۔فرمایا کہ ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا اس میں ایک تمہارا دینی اور سلسلے کا بھائی تھا۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کردیا۔ آ گبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر اٹھایا۔ جب آ گے چلا اور بندگان خدا کو نجات ملی اس سے چھل گئی ہوگی۔ اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امدادیہ از اشرف علی تھانوی صاحب ص ۳۶)

۱۴۔ حکایت نمبر ۲۴۷:۔ حضرت عم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی اور مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی میں اہم معاصرانہ ۔۔۔ چشمک تھی اور اس نے بعض حالات کی بناء پر ایک مخاصمہ اور تنازعہ کی صورت اختیار کرلی اور مولانا محمود الحسن صاحب کو اصل جھگڑے میں نہ شریک تھے نہ انہیں اس قسم کے امور سے دلچسپی تھی۔ مگر صورت حال ایسی پیش آئی کہ مولانا بھی بجائے غیر جانبدار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا۔ اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرے میں بلایا (جو دار العلوم دیوبند میں ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرے کے کواڑ کھول کر اندر کمرے میں داخل ہوئے۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر بتر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا فرمایا واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے ایک دم میں پسینہ پسینہ ہوگیا اور میرا لبادہ تر بتر ہوگیا اور یہ فرمایا کہ محمود الحسن کو کہو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے پس میں نے یہ کہنے کیلئے بلایا ہے۔ مولانا محمود الحسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا''۔ (ارواح ثلثہ از اشرف علی تھانوی صاحب ص ۲۶۱)

حکایت نمبر ۳۶۶: فرمایا کہ مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت (جو بعد وفات واقع ہوئی) بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑا بخار کی بہت کثرت ہوئی۔ سو

جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہو کر ایک دفعہ مولانا کی قبر پر جا کر کہا (یہ صاحبزادے بہت تیز مزاج تھے) آپ کی تو کرامت ہو گئی اور ہماری مصیبت ہو گئی یاد رکھو کہ اگر اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیو۔ لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے۔ بس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔'' (ارواح ثلثہ از اشرف علی تھانوی صاحب صفحہ ۳۳۹)

سوچئے جب قبر میں بے جان لاش ہے تو صاحبزادہ نے کس کو خطاب کیا تھا؟ قبر کی مٹی سے شفا کیسے آ سکتی ہے؟ کیا ان توحید کے دعویداروں کے بارے میں دشمنانِ توحید کی یہ بات کہیں درست ہی تو نہیں ''دنیا سے اگر انصاف رخصت نہیں ہو گیا ہے تو اہل انصاف اس کا ضرور فیصلہ کریں گے کہ جب اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے بارے میں نام نہاد اہلِ توحید کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ ہیں صاحب اختیار ہیں اور ہر طرح کے تصرف کی قدرت رکھتے ہیں تو انبیاء و اولیاء کے بارے میں اسی عقیدے کے سوال پر سو برس سے وہ ہمارے ساتھ کیوں برسرِ پیکار ہیں؟ کیوں ان کا پریس زہر اگلتا ہے؟ کیوں ان کے خطیب ہم پر آگ برساتے ہیں؟ کیوں ہمیں وہ گور پرست قبر پرست اور شرک کے الزام سے مطعون کرتے ہیں؟ مجھے یقین ہے کہ آج نہیں تو کل ان کے نمائشی اسلام اور مصنوعی توحید پرستی کا طلسم ٹوٹ کر رہے گا۔ باخبر دنیا کو زیادہ دنوں تک وہ دھوکے میں نہیں رکھ سکتے''۔ (''زلزلہ'' صفحہ ۱۷۹) ایسے شرکیہ واقعات کو تسلیم کرنے اور بیان کرنے والے علماء دیوبند اہل سنت والجماعت نہیں ہو سکتے۔

تقلید: جن اعمال پر صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کا اجماع ہو ایک مسلم اس سے انحراف کا سوچ بھی

WWW.AHLULHADEETH.NET

نہیں سکتا۔

مگر جب کسی صحابیؓ کی بات کے مقابلے میں دوسرا صحابیؓ قول رسول پیش کرے تو سلف صالحین اور آئمہ اہل سنت کا طرز عمل یہی ہے کہ وہ ہر حال میں قول رسول ﷺ ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ بطور مثال امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد کا طرز عمل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ عبداللہ بن مسعودؓ: وہ صحابی ہیں جن سے اللہ کے نبی ﷺ نے قرآن مجید سیکھنے کا حکم دیا۔ فقہ حنفی کے بارے میں احناف یہی دعوی کرتے ہیں کہ فقہ کا یہ کھیت عبداللہ بن مسعودؓ نے بویا مگر آئمہ اہل سنت کا طرز عمل ملاحظہ فرمائیں:

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ سورہ ص میں سجدہ نہیں کیا کرتے تھے۔ امام محمد نے کہا ہم اس میں سجدہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو لیتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے۔ (کتاب لآثار ص ۲۰۶)

علقمہ اور اسود بن یزید سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس تھے۔ جب نماز کا وقت آیا تو ہم دونوں ان کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ایک کو دائیں طرف دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کیا اور خود درمیان میں کھڑے ہوئے۔ جب رکوع کیا تو تطبیق کی یعنی دونوں ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے درمیان رکھے اور بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھائی۔ امام محمد نے کہا ہم ابن مسعودؓ کے قول پر عمل نہیں کرتے۔ (کتاب لآثار ص ۹۲)

معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقیہ صحابیؓ کی ہر بات کی پابندی اہل سنت کے آئمہ کے نزدیک ضروری نہیں۔

۲۔ علی رضی اللہ عنہ: یوم عرفہ کی فجر سے تشریق کے آخری دن کی عصر تک تکبیرات کہتے۔ امام محمد نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں مگر امام ابوحنیفہ اس کو نہیں لیتے۔ (کتاب لآثار ص ۲۰۵)

۳۔ عبداللہ بن عمرؓ: نے کہا کہ جب کوئی مرد عرفات سے لوٹنے کے بعد جماع کرے تو ایک جانور ذبح کرے اور باقی حج کے (ارکان) ادا کرے اور اس پر آئندہ سال حج واجب ہے۔ امام محمد نے کہا کہ ہم اس کو نہیں لیتے۔ (کتاب لآثار ص ۳۳۸)

۴۔ام المومنین عائشہ صدیقہؓ: سے روایت ہے کہ وہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتی تھیں۔امام محمد نے کہا کہ ہمیں پسند نہیں کہ عورت امامت کرے (کتاب لآ ثار ص ۲۱۴)

۵۔ ابراہیم نخعیؒ: کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فقہ حنفی کے کھیت کو کاٹا یعنی فوائد متفرقہ کو جمع کیا۔

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شکار کے پیچھے کتا چھوڑے اور بسم اللہ کہنی بھول جائے اور کتا شکار کو پکڑ لے اور مار ڈالے تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔امام محمد نے کہا ہم اس کو نہیں لیتے اگر بسم اللہ بھول کر چھوڑ دے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔(کتاب لآ ثار ص ۸۱۰)

۶۔امام ابوحنیفہؒ: نے کہا کہ خاوند کو زکوۃ دینی درست نہیں امام محمد نے کہا کہ ہمارے نزدیک خاوند کو زکوۃ دینی درست ہے۔(کتاب لآ ثار ص ۲۹۲)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے آئمہ اہل سنت کا مسلک واضح ہوا کہ وہ واحد ہستی جس کی بات بلاچوں چرا تسلیم کی جائے گی صرف محمد ﷺ کی ہے۔ان کے علاوہ ہر کسی کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے اور رد بھی کی جا سکتی ہے۔چاہے وہ بات صحابیؓ رسول ہی کی کیوں نہ ہو۔

مگر علماء دیوبند نے اہل سنت کے اس معروف راستہ کو چھوڑا۔فقہ حنفی کے نام پر چند کتابوں (ہدایہ، قدوری، کنز وغیرہ) کو اختیار کیا۔اس فقہ میں بعض مسائل امام ابوحنیفہؒ کے بعض امام محمد کے اور ابو یوسف کے اور بعض امام حسن اور امام زفر کے اختیار کئے۔سوال یہ ہے کہ وہ شخصیت کونسی ہے۔جس نے یہ فیصلہ کیا کہ فلاں مسئلہ میں ابوحنیفہ حق پر ہیں اور امام محمدؒ یا امام زفرؒ سے غلطی ہوئی ہے۔اور فلاں مسئلہ میں امام محمدؒ یا امام زفر حق پر ہیں۔اور امام ابوحنیفہ سے غلطی ہوئی ہے۔دراصل علماء دیوبند اسی کے مقلد ہیں۔امام ابوحنیفہؒ کی طرف اپنے آپ کو غلط منسوب کرتے ہیں۔یہ اہل سنت کے اس مسلک کو جائز نہیں جانتے کہ ایک عالم

WWW.AHLULHADEETH.NET

امام ابوحنیفہؒ کی ایک بات اقرب الی السنہ سمجھتا ہے وہ اسے قبول کرلیتا ہے اور دوسرا مسئلہ امام مالک ؒ کا اقرب الی السنہ سمجھتا ہے تو اسے لے لیتا ہے اور تیسرا مسئلہ امام بخاریؒ کا قبول کرتا ہے ۔ یہ علماء تک کو پابند کرتے ہیں کہ وہ فقہ حنفی کو مانیں یا فقہ شافعی کو ۔ فقہ مالکی کی تقلید کریں یا فقہ حنبلی کی ۔ لہٰذا مسلک اہل سنت پر وہی لوگ ہیں جو حق تو سلف صالحین کے اندر منحصر جانتے ہیں مگر کسی ایک امام سے یوں منسلک نہیں ہوتے کہ دوسرے امام کا بیان کردہ قول رسول ﷺ بھی قبول نہ کرسکیں ۔ یہی مسلک اہل حدیث ہے ۔ لہٰذا اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں ۔ اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا مسلک ہے جیسا کہ امام محمدؒ کی کتاب الآثار سے واضح ہے ۔ یقیناً جو لوگ حدیث کے مقابلے میں اپنے مذہب کو ترجیح دیتے ہیں وہ اہل سنت نہیں ہیں ۔

دیوبندی عالم محمود الحسن صاحب کا خیار مجلس کے مسئلہ میں قول ملاحظہ ہو:

الحق والانصاف ان الترجیع للشافعی فی ھذہ المسئلۃ ونحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفۃ (تقریر ترمذی)

’’حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ (البیان بالخیار سالم یتفرقا) میں امام شافعی کو ترجیح حاصل ہے ۔ اور ہم مقلد ہیں ہم پر اپنے امام ابوحنیفہؒ کی تقلید واجب ہے ۔

ابن نجیم الحنفی شاتم رسول ﷺ کی سزا کے بارے میں لکھتے ہیں:

نفس المومن تمیل الی قول المخالف فی مسئلۃ السب لکن اتباعًا للمذھب واجب (البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۵)

مسئلہ شاتم رسول میں مومن کا نفس قول مخالف (امام شافعیؒ) کی طرف مائل ہوتا ہے کہ (کافر شاتم رسول کا ذمہ ٹوٹ جاتا ہے) لیکن ہم پر اپنے مذہب کی اتباع ضروری ہے ۔

غور کیجئے اہل سنت کے علماء کا یہی طرز عمل ہوتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ امام اہل سنت احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں:

’’نہ میری تقلید کرو نہ مالک کی ، نہ شافعی کی ۔ نہ اوزاعی کی اور نہ ثوری کی ۔ وہاں سے دین حاصل کرو جہاں سے انہوں نے حاصل کیا‘‘ ۔ (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۰۱)

تقلید شخصی کے حق میں علماء احناف جو دلائل پیش کرتے ہیں وہ نہایت کمزور ہیں ۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

ہم ان کے دلائل کو غلط فہمی اور اپنے جواب کو ازالہ کے عنوان سے پیش کرتے ہیں۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں۔ چونکہ ہمارے ہاں اکثریت احناف کی ہے اس لئے بطور مثال انہی میں پائی جانے والی اندھی تقلید کو پیش کیا جارہا ہے۔

غلط فہمی:

امام ابوحنیفہؒ تابعی اور بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ کو دیکھا۔ ان سے دین سیکھا لہٰذا ابوحنیفہؒ کی تقلید کرنی چاہیے۔

ازالہ:

کسی بھی امام یا عالم کی فضیلت اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ اس کی تقلید کی جائے۔ اگر ابوحنیفہؒ کی فضیلت تقلید کی دلیل ہے تو پھر امام حسن بصریؒ کی ساری زندگی صحابہؓ کے دور میں گزری، صدہا صحابہؓ سے مستفید ہوئے۔ اگر فضیلت کی وجہ سے تقلید ضروری ہے تو پھر کسی صحابیؓ کی تقلید کیوں نہ کی جائے۔ مگر صحابیؓ کے فتوے کو ترک کیا جاتا ہے اور حنفی مذہب کے فتوے کو مانا جاتا ہے۔

ذرا اوپر چلیے۔ احناف بھی فضیلت والی ہستی کے متلاشی ہیں اور ہم بھی۔ وہ اس تلاش میں امام ابوحنیفہ تک پہنچ کر رک جاتے ہیں اور ہم اس تلاش میں اتنے اوپر چلے جاتے ہیں کہ ہمارے سامنے وہ ہستی آجاتی ہے۔ جس سے افضل نہ کبھی کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ وہ ہیں اللہ کے برگزیدہ رسول کریم محمد ﷺ۔ اگر فضیلت ہی تقلید کا معیار ہے تو اس کی اطاعت کیوں نہ کی جائے جس سے افضل کوئی نہیں۔ مگر اوّل تو فضیلت کا تقاضا تقلید ہے ہی نہیں۔ اس لئے یہ تقلید احترام کا حصہ نہیں ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ جس کی تقلید کی جارہی ہے۔ قیامت کے دن اسی کی تقلید کی وجہ سے وہ اللہ کے روبرو قیامت کے دن اپنے مقلد کا گریبان

WWW.AHLULHADEETH.NET

پکڑے۔ ثانیاً اصل مطلوب تقلید نہیں اطاعت ہے۔ اس کیلئے صرف فضیلت نہیں بلکہ فضیلت جمع عصمت کی ضرورت ہے جو صرف رسول اللہ میں ہے۔

غلط فہمی:

ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں مگر ابوحنیفہؒ نے اپنی زندگی میں قرآن وحدیث سامنے رکھ کر فقہ کی ایسی تدوین کی کہ لاکھوں مسائل ایک جگہ جمع کر دیئے جو رہتی دنیا تک کام آئیں گے۔

ازالہ:

سوچئے جو کام ابوحنیفہؒ نے کیا وہ خود رسول اللہ ﷺ نے کیوں نہ کیا تھا؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو سو سال بعد ہی امام کی ضرورت پڑ گئی جو زندگی کے بڑھتے ہوئے مسائل کا حل کرے لیکن ابوحنیفہؒ نے دین کو ایسے انداز میں پیش کیا کہ ان کے بعد تیرہ سو سال گزر گئے مگر آج تک دوسرے امام کی ضرورت پیش نہیں آئی، وہی امام اور وہی فقہ کام دے رہی ہے۔ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

غلط فہمی:

سب سے پہلے امام ابوحنیفہؒ نے ۱۲۰ھ میں تدوین دین کا کام شروع کیا۔ ۴۰ مجتہدین، تابعین اور تبع تابعین کی موجودگی میں فقہ حنفی کی تدوین ہوئی۔ جن میں عربی لغت کے ماہر امام محمدؒ جیسے لوگ شامل ہیں۔ چالیس ہزار احادیث میں سے چار ہزار احادیث احکام کا انتخاب کیا۔ ۱۴۳ھ میں سب سے پہلی حدیث کی کتاب ''کتاب الآثار'' مدوّن ہوئی۔ اس طرح امام ابوحنیفہ کے ہاتھوں تدوین دین ہوئی۔

اس کے مقابلے میں بخاری، مسلم اور کتب احادیث کے مصنف تو تبع تابعین بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا ہمارا طریقہ عالی ہے۔

ازالہ:

یہ غلط فہمی کم مغالطہ زیادہ ہے کہ فقہ حنفی کی تدوین ابوحنیفہؒ یا ان کی شاگردوں کے ہاتھوں ہوئی۔ فقہ کی پہلی کتاب قدوری ۴۲۸ھ میں احمد بن محمد بن احمد بغدادی نے لکھی ہے لہذا اصحاح ستہ سے پہلے فقہ حنفی کی تدوین کا دعویٰ ہی جھوٹا ہے۔

جن چالیس مجتہدین، تابعین اور تبع تابعین نے متفقہ فقہ تدوین کی ہے جب بھی ان کے نام اور تاریخ پیدائش کے بارے میں سوال کیا گیا تو سوائے خاموشی کے کوئی جواب نہ بنا۔

یہ بھی جھوٹ ہے کہ کتاب الآثار میں 4000 احادیث ہیں۔ اس میں کل روایات 900 ہیں جن میں اکثر صحابہؓ یا تابعینؒ کے اقوال ہیں۔ احادیث رسول ﷺ صرف 100 ہیں۔ محمد سعید اینڈ سنز کراچی نے کتاب الآثار شائع کی ہے۔ ہر شخص اس کتاب کے مطالعہ سے صحیح صورتِ حال جان سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ دعویٰ کہ فقہ حنفی چالیس مجتہدین، تابعین اور تبع تابعین کی متفقہ کاوش ہے بھی صحیح نہیں۔

کتب فقہ کا مطالعہ کرنے والا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ فقہ حنفی کے بنیادی امام، امام ابوحنیفہؒ، امام محمد، امام زفر اور امام حسن کا ہی کثیر مسائل میں باہمی اختلاف ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ فقہ حنفی 40 جید مجتہدین، تابعین اور تبع تابعین کی متفقہ تدوین ہے غلط ہے۔ کتب فقہ کی بجائے اگر کتاب الآثار ہی کا مطالعہ کیا جائے تو بہت سے مقامات پر امام محمد اپنے استاد امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف کرتے ہیں۔ چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت علیؓ یوم عرفہ کے فجر کی نماز سے تشریق کے آخری دن کی عصر تک تکبیرات کہتے۔ امام محمدؒ نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں مگر امام ابوحنیفہؒ اس کو نہیں لیتے۔ (کتاب الآثار ص ۴۰۵)

۲۔ عمر فاروقؓ سوار کو مال غنیمت کے دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دینے پر خوش ہوئے۔ امام محمدؒ نے کہا کہ ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔ مگر ہم اس کو نہیں لیتے ہماری رائے ہے کہ سوار کو تین حصے دیئے جائیں۔ (کتاب الآثار ص ۸۴۴)

WWW.AHLULHADEETH.NET

۳۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے۔ امام محمدؒ نے کہا یہی ابوحنیفہ کا قول ہے۔ مگر ہم اس کو نہیں لیتے ہم گھوڑے کے گوشت میں کچھ حرج نہیں دیکھتے۔ اس کے حلال ہونے میں بہت سی احادیث ہیں۔ اگر یہ چالیس مجتہدین کی متفقہ فقہ ہوتی تو اس میں یوں اختلاف نہ ہوتا۔

اگر کتاب الآثار کے ذریعے آئمہ احناف نے تدوین دین کی اور 143ھ میں یہ دین مدوّن ہوا تو پھر یہ اتنا نامکمل کیوں ہے؟ اس میں تو نماز کا ہی مکمل طریقہ موجود نہیں۔ لہذا کتاب الآثار کو بخاری و مسلم پر ترجیح دینا قرینِ انصاف نہیں۔ یہ دعویٰ بھی غلط ہوا کہ ہماری نماز کا طریقہ خیر القرون میں مرتب ہوا۔ اس لئے اس کی سند متصل اور عالی ہے۔

غلط فہمی:

فتنہ تاتار میں اسلامی دنیا کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ بلادِ عجم سے لے کر بغداد تک تمام اسلامی مراکز تباہ و برباد کر دیئے گئے اس طرح متقدمین کا بہت بڑا علمی ذخیرہ ضائع ہوگیا یہی وجہ ہے کہ تیسری چوتھی صدی کے آئمہ احناف کی بیشتر تصانیف اب بالکل نایاب ہوگئیں ہیں۔ اسی بناء پر صاحب ہدایہ اور دیگر کتب فقہ کی تخریج کے دوران متاخرین علماء نے یہ تصریح کی کہ ہمیں یہ روایت کتب احادیث میں نہیں ملی۔

ازالہ:

اطاعت رسول ﷺ قیامت تک فرض کر دی گئی کیونکہ آپ ﷺ آخری رسول ہیں۔ اس لئے سنت رسول قیامت تک محفوظ رہے گی۔ فتنہ تاتاری ہو یا کوئی اور دین کو مٹا نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب اللہ کی کسی آیت اور حدیث کا صفحہ ہستی سے مٹنا تو دُور کی بات ہے ان تمام فتنوں میں اگر کسی کو اپنے اسلاف کی کتابیں نابود ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں تو اسے سمجھ آجانی چاہیے کہ وہ دین کا حصہ نہیں تھیں کیونکہ اللہ کا وعدہ حق اور سچ ہے۔

''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون'' (الحجر:۹)

''یہ ذکر ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔
یہی وجہ ہے کہ محافظین کتاب وسنت محدثین کی جماعت کی مرتب کردہ دوسری اور تیسری صدی کی کتب احادیث آج تک محفوظ ہیں۔

غلط فہمی:

نماز کے بعض مسائل ایسے ہیں جن کا صراحتاً ذکر کتب احادیث میں نہیں ملتا۔ آپ ان پر کس دلیل کی بناء پر عمل کرتے ہیں۔

۱۔ امام تعوذ آہستہ کہتا ہے اور مقتدی بھی۔

۲۔ امام سری نماز میں آمین آہستہ کہتا ہے اور مقتدی بھی۔

۳۔ امام رکوع کی تکبیر بلند آواز سے کہتا ہے اور مقتدی آہستہ۔

۴۔ امام، مقتدی اور منفرد رکوع اور سجود کی تسبیحات آہستہ کہتا ہے۔

ازالہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاایھاالذین امنو اطیعو االلہ و اطیعو الرسول و لا تبطلوا اعمالکم (سورۃ محمد)
''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو''۔

رسول اللہ ﷺ جب بھی کوئی مسئلہ بیان فرماتے تو اس کو تین دفعہ دہراتے یہاں تک کہ وہ سمجھ میں آجاتا (بخاری)۔

صحابہؓ نے یہ دین براہ راست رسول اللہ ﷺ سے سیکھا۔ صحابہؓ سے تابعین اور تابعین سے تبع تابعین نے دین سیکھا۔ اس طرح نسل در نسل یہ طریقہ منتقل ہوا۔ اس دین کا کثیر حصہ ایسا ہے کہ اس پر امت جمع ہے۔ مثلاً دن میں پانچ نمازیں، ظہر، عصر کی 4 فرض

WWW.AHLULHADEETH.NET

رکعتیں ۔ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے۔ یہ عمل متواتر یا اجماع سنت تک پہنچنے کا یعنی اطاعت رسول ﷺ کرنے کا یقینی ذریعہ ہے۔ نماز کے مسائل مذکورہ (تعوذ اور تسبیحات آہستہ) عملِ متواتر ہے۔

غلط فہمی:

احادیث میں اختلاف ہے۔ ایک ایک مسئلہ پر مختلف احادیث موجود ہیں ۔فقہ نے ان احادیث میں تطبیق دی ہے اس لئے ہم فقہ کو مانتے ہیں۔

ازالہ:

معاملہ بالکل اُلٹ ہے ۔فقہ علماء کے اقوال و آراء کا مجموعہ ہے۔ اس لئے اس میں بہت اختلاف ہے۔ کسی مسئلے میں امام محمد جو کہتے ہیں امام ابو یوسف اس سے مختلف فتویٰ دیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ ان دونوں سے مختلف رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ فقہ حنفی کی بنیاد انہیں تین آئمہ (امام محمد، ابو یوسف اور امام ابوحنیفہ) پر ہے بلکہ بعض مسائل میں خود ابوحنیفہؒ کے مختلف اقوال موجود ہیں۔ گھوڑے کے جوٹھے کو ایک روایت میں نجس، دوسری میں مشکوک اور تیسری میں پاک کہا ہے۔ اس کے مقابلے میں احادیث صحیحہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر بعض روایات میں اختلاف محسوس ہوتا ہے تو محدثین نے ان میں خوب تطبیق دی ہے۔ جو علماء احناف احادیث میں اختلاف کا ہوا دکھا کر عوام کو فقہ حنفیہ کی طرف راغب کرتے ہیں ان پر یہ مثال صادق آتی ہے۔ ''بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے کھڑا ہو گیا''۔

غلط فہمی:

امام ابوحنیفہؒ کا زمانہ پہلی دوسری صدی کا ہے ۔وہ پائے کے محدث اور فقیہ تھے۔ انہوں نے صحابی رسول انسؓ سے دین سیکھا۔ بخاری ومسلم اور دیگر محدثین بعد میں پیدا ہوئے۔ اگر حنفی مسئلے کے ثبوت میں ان کتب میں احادیث نہیں ہیں تو کیا ہوا؟ ابوحنیفہؒ نے تو احادیث ہی سے مسائل اخذ کئے تھے۔

ازالہ:

رسول اللہ ﷺ نے جو احکامات دیئے ہیں اور جیسے زندگی گزاری وہ تمام صحابہؓ کے سامنے تھی۔ صحابہؓ آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلے۔ انسؓ نے وہی احادیث ابوحنیفہؒ کو بیان کیں۔ جو آج بخاری و مسلم اور دیگر کتب میں موجود ہیں۔ کہیں علماء احناف کا یہ دعویٰ تو نہیں کہ ابوحنیفہ کو کسی خفیہ ذریعے سے احادیث ملی تھیں اور ان کے ہم عصر علماء ان سے ناواقف رہے۔ اگر ایسا تھا تو کیا ان کا فرض نہیں تھا کہ وہ خود ان احادیث کو محفوظ کرتے۔ اگر ان کو فقہ کی ترتیب نے فرصت نہیں دی تھی تو ان کے شاگردوں نے ان احادیث کو محفوظ کیوں نہ کیا؟ امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں نے دوسرے آئمہ کی بتائی ہوئی احادیث محفوظ کیں۔ مگر اپنے استاد کی بیان کردہ روایات و احادیث کو غیر محفوظ چھوڑ دیا گیا۔ آخر کیوں؟ افسوس رسول اللہ ﷺ کی احادیث ضائع کردی گئیں اور ان کے امتی ابوحنیفہؒ کے اقوال محفوظ کر لئے گئے۔ کیا عقل سلیم اسے تسلیم کرتی ہے؟

غلط فہمی:

ابوحنیفہؒ تابعی، بہت بڑے عالم اور امام اعظم تھے۔ ان کی باتیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے خلاف کیسے ہوسکتی ہیں؟

ازالہ:

اصل بات یہ ہے کہ فقہ حنفی کی کتب نہ تو امام صاحب نے خود لکھیں اور نہ ہی ان کے کسی براہ راست شاگرد نے لکھی ہیں بلکہ فقہ حنفی کی پہلی کتاب ابوحنیفہؒ کی وفات کے تقریباً پونے تین سو سال بعد لکھی گئی۔ کسی بھی مصنف نے امام صاحب تک سند بیان نہیں کی۔ (حالانکہ کتب احادیث میں محدثین نے رسول اللہ ﷺ تک پوری سند بیان کی ہے) لہٰذا فقہ حنفی کو ابوحنیفہ

WWW.AHLULHADEETH.NET

" کے اقوال کا مجموعہ نہیں مانا جاسکتا۔

ابو حنیفہ" 150 ھ میں فوت ہوئے۔ کتب فقہ کے مؤلفین اور سنِ تالیف ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب	مؤلف	سنِ تالیف
۱۔قدوری	احمد بن محمد بن احمد بغدادی	۴۲۸ھ
۲۔ہدایہ	برہان الدین علی بن علی بکر	۵۹۳ھ
۳۔منیۃ المصلی	بدرالدین کاشغری	۶۰۰ھ
۴۔کنز الدقائق	عبداللہ بن احمد	۷۱۰ھ
۵۔شرح وقایہ	عبداللہ بن مسعود المحبوبی	۷۴۵ھ
۶۔درمختار	محمد علاؤ الدین شیخ علی	۱۰۷۱ھ
۷۔فتاویٰ عالمگیری	بحکم اورنگ زیب عالمگیر	۱۱۱۸ھ

جب یہ کتب اتنے عرصہ بعد لکھی گئیں اور ان میں موجود کسی مسئلہ کی سند بھی ابو حنیفہ تک نہیں پہنچتی تو ان مسائل کو امام صاحب کا مذہب کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

ان کتب فقہ میں بہت سے مسائل ایسے ہیں جنہیں دیکھ کر ہر انصاف پسند شخص یہی کہے گا کہ یہ مسائل امام صاحب کے نہیں ہوسکتے چند ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ کتے کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے تو اس کی کھال پاک ہوجاتی ہے۔ (درمختار ج ۱ ص ۸۹ بہشتی زیور)۔

۲۔ کتے کی کھال کا مصلّٰی اور ڈول بنایا جاسکتا ہے۔ (درمختار ج ۱ ص ۹۲)

۳۔ نکسیر پھوٹ پڑے تو پیشانی اور ناک پر سورۃ فاتحہ کو خون اور پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔

(دُرمختار ج ۱ ص ۱۹۴)

۴۔ تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے اگر کسی کی ہوا خارج ہوجائے تو دوبارہ وُضو کرے اور نماز پڑھے اور اگر جان بوجھ کر ہوا خارج کردے تو نماز پوری ہوگی۔ (قدوری ص

۲۸)

ہر انصاف پسند شخص ایسے مسائل پڑھ کر یہی فیصلہ کرے گا کہ ان کتب کے مصنفین نے ابوحنیفہؒ کے مسائل جمع نہیں کیے۔امام صاحب ایسے مسائل بیان نہیں کر سکتے۔

غلط فہمی:

یہ بات تو درست ہے کہ فقہ حنفی ابوحنیفہؒ نے ترتیب نہیں دی بلکہ ان کے کافی عرصہ بعد لکھی گئی جن لوگوں نے ان کتب کو لکھا وہ بھی جید علماء تھے۔انہوں نے فقہ کو احادیث کی روشنی میں لکھا ہوگا۔

ازالہ:

علامہ ناصر الدین البانیؒ لکھتے ہیں کہ جس شخص کی سنت مطہرہ پر نظر ہے اور وہ سنت کی تحقیق اور اشاعت میں مشغول رہتا ہے۔اسے خوب معلوم ہے کہ کتب فقہ ایسے اقوال سے بھری پڑی ہیں۔جن کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا بھی جائز نہیں۔یہی وجہ ہے کہ جید حنفی عالم عبدالحیٔ حنفی لکھنوی تسلیم کرتے ہیں کہ:

"کتنی کتابیں ایسی ہیں جو جلیل القدر فقہاء کے ہاں قابل اعتماد ہیں لیکن ضعیف احادیث سے بھری پڑی ہیں۔پس ہم غور وفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگرچہ ان کتابوں کے مؤلفین نیک تھے لیکن وہ احادیث کے نقل کرنے میں سہل انگار تھے۔(النافع الکبریٰ لمن یطالع الجامع الصغیر ص۱۲۲)

ذیل میں ہم بطور مثال ایک موضوع حدیث پیش کرتے ہیں جس کا ذکر کتب فقہ میں موجود ہے۔

"جس شخص نے رمضان کے آخری جمعہ میں فرائض کی قضاء دی تو اس سے ستر سالوں تک

WWW.AHLULHADEETH.NET

قضا شدہ نمازوں کی تلافی ہو جائے گی''۔

ملا علی قاری نے اس حدیث کو بالکل باطل کہا ہے۔ ایک نماز کئی سالوں کی نماز کے قائم مقام کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر چہ ہدایہ کے شارحین یا صاحب نہایہ نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے مگر اس سے اس کی صحت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ لوگ محدثین میں شمار نہیں ہوتے۔ لہذا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ حدیث کو محدثین کے حوالے سے ذکر کرے اور کسی حدیث کی صحت یا عدم صحت کے متعلق محدثین کا فیصلہ ہی قابل قبول ہو سکتا ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ محدثین کا قول ہے کہ جب حدیث ضعیف ہو تو اس کو یوں نہ کہنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا آپ نے حکم دیا یا آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ ضعیف حدیث کو اس طرح بیان کرنا کذب بیانی کے مترادف ہے لیکن افسوس کہ جمہور فقہاء اس قاعدے کی خلاف ورزی کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔

غلط فہمی:

اگر ہم امام صاحب کے مذہب کو ترک کر دیں گے تو امام صاحب کے مذہب کو غلط ماننا پڑے گا اور ایسا ماننا امام صاحب کی توہین ہے۔

ازالہ:

علامہ البانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ وہم بالکل باطل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب فیصلہ کرنے والا صحیح اجتہاد کرتا ہے تو اس کو دگنا ثواب ملتا ہے اور جب فیصلہ کرنے والے کا اجتہاد غلط ہو تو اس کو ایک ثواب ملتا ہے (بخاری، مسلم)

جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں امام کا قول غلط ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ غلطی کی وجہ سے وہ ایک ثواب کا حقدار ہے۔ پس کسی کیلئے جائز نہیں کہ امام صاحب کو مطعون کرے۔ وہ لوگ جہالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں جو ان کے خلاف زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ ان آئمہ میں سے ہیں جنہوں نے دینِ اسلام کی حفاظت کیلئے کوششیں

WWW.AHLULHADEETH.NET

فرمائیں۔اس لئے ان کا ادب واحترام ضروری ہے۔اگر انہوں نے قیاس کیا ہے تو ہمارے گمان میں وہ عنداللہ اجر وثواب کے مستحق ہیں۔خواہ ان کا قیاس صحیح تھا یا ان سے غلطی ہوئی۔البتہ جو لوگ امام صاحب کے ان اقوال کو نہیں چھوڑتے جو احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں وہ درحقیقت ان کی تعظیم نہیں کرتے اور نہ ان کے مذہب کی موافقت کرتے ہیں ان کا قول ہے کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔پس نہ تو وہ لوگ راہ صواب پر ہیں جو امام صاحب کے خلاف بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں نہ ہی وہ لوگ جو ان کی تقلید کرتے ہیں اور ان کے اقوال کی حمایت میں حد اعتدال سے تجاوز کرتے ہیں۔حق پر وہی لوگ ہیں جو اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں کیونکہ امام صاحب فرماتے ہیں:''جب میں ایسی بات کہوں جو کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو تو میری بات چھوڑ دو''۔

سخت تعجب کی بات ہے کہ جب ان کے امام کا مذہب سنت کے خلاف ہو تو ان کے نزدیک سنت پر چلنا امام صاحب کو مطعون کرنے کے برابر ہے اور سنت کو چھوڑنا امام صاحب کی پیروی کرنا امام صاحب کی تعظیم کے مترادف ہے۔یہ لوگ فراموش کرجاتے ہیں کہ وہ اس موہوم طعن سے بچنے کیلئے اس سے شدید تر طعن میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔اگر کسی امام کی تقلید کرنا ہی امام صاحب کا احترام ہے تو جن آئمہ کی یہ تقلید نہیں کرتے تو کیا وہ ان کے نزدیک قابل احترام نہیں؟ پھر یہی فارمولا سنت کی پیروی پر چسپاں کیوں نہیں کرتے؟ کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہی آپ ﷺ کا احترام ہے۔سنت کی مخالفت کی اجازت کیوں دیتے ہیں؟ اس کے مقابلے میں امام صاحب کی تقلید پر زور کیوں دیتے ہیں؟ حالانکہ امام معصوم نہیں اور انبیاء معصوم ہیں اور انبیاء پر طعن کرنا کفر بھی ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ان کے نزدیک امام صاحب کی مخالفت طعن کے مترادف ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی مخالفت جس کے طعن ہونے میں کچھ شک نہیں وہ کوئی طعن ہی

WWW.AHLULHADEETH.NET

نہیں (نعوذباللہ)

غلط فہمی:

جولوگ اتباع سنت کی رٹ لگاتے ہیں اور تقلید نہیں کرتے وہ دراصل آئمہ کرام کے اجتہادات اور آراء سے فائدہ اٹھانا پسند نہیں کرتے۔

ازالہ:

علامہ البانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ہم پر الزام ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ہم دراصل جس چیز کی طرف بلاتے ہیں وہ یہ ہے کہ سنت کی اتباع کی جائے اور کسی فقہی مذہب کو دین اسلام نہ سمجھا جائے اور نہ اس کو کتاب وسنت کا مقام دیا جائے۔البتہ جس مسئلہ میں کتاب وسنت خاموش ہو یا کسی مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہو تو آئمہ کے اقوال کا مطالعہ کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا ایسے امور ہیں جن کا انکار نہیں ہوسکتا۔ہمارا اصول ہے کہ ہم اس سے فوائد اخذ کرتے ہیں اور دیگر علماء کو بھی رغبت دلاتے ہیں۔اس لئے کہ کتاب وسنت کے راستے پر چلنے والوں کیلئے اس کے بغیر چارہ کارہی نہیں لیکن اگر کوئی شخص کتاب وسنت میں غوروفکر نہیں کرتا اور سنت کے مقابلے میں آئمہ کی آراء کو پیش کرتا ہے اور سنن کو اپنے مطمع نظر کے مطابق ڈھالتا ہے تو وہ خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

غلط فہمی:

اگر ہم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں تو آپ بھی امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی تقلید کرتے ہیں۔آپ کا فعل کیسے جائز ہے؟

ازالہ:

تقلید نہ تو امام ابوحنیفہؒ کی جائز ہے اور نہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی۔صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے۔لیکن رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور افعال صحابہؓ نے بیان فرمائے جنہیں محدثین نے جمع کیا۔انہوں نے ایسے اصول حدیث مقرر کیے کہ کذاب اور

WWW.AHLULHADEETH.NET

دجّال لوگوں کی گھڑی ہوئی روایات قول رسول نہ بن سکیں۔محدثین نے روایات کی باقاعدہ اسنادبیان فرمائیں۔سند میں آنے والے تمام راویوں کے حالات محفوظ کیے۔

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے احادیث کو جمع کیا جن کی صحت پر اجماع تھا۔ان کتب کی صحت علماء احناف نے بھی تسلیم کی ہے۔علامہ عینی، احمد علی سہارنپوری، انور شاہ کشمیری اور شبیر احمد عثمانی صاحبان جیسے جید علماء احناف نے بخاری و مسلم کی روایات کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔لہٰذا ہم صرف احادیث صحیحہ کو مانتے ہیں چاہے اس کو بیان کرنے والے امام بخاری ہوں یا امام مسلمؒ۔امام احمد بن حنبلؒ ہوں یا امام ابوحنیفہؒ۔اتنافرق ضرور ہے کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے کتب احادیث میں اقوال رسول جمع کیے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ نے ایسا نہیں کیا۔

غلط فہمی:

جو شخص علوم عربیہ سے ناواقف ہو۔کسی مدرسے سے فارغ التحصیل نہ ہو وہ قرآن وحدیث کو نہیں سمجھ سکتا۔اس لئے تقلید کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

ازالہ:

اگر واقعی تقلید بے علم لوگوں کیلئے ہے تو پھر علماء احناف تو علوم عربیہ سے کما حقہ واقف ہیں، مناظرے کرتے ہیں اپنے مؤقف کے تائید میں دلائل لاتے ہیں پھر وہ تقلید کیوں کرتے ہیں جیسے ایک بے علم امام ابوحنیفہؒ کا مقلد ہے ویسے ہی مدرسہ دیوبند کا فارغ التحصیل عالم بھی مقلد ہے۔

سوچئے فقہ حنفی بھی تو عربی میں ہے، اس کو سمجھنے کیلئے علوم عربیہ سے واقفیت ضروری ہے۔اگر ایک بے علم کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرتا ہے چونکہ عالم اس کو

WWW.AHLULHADEETH.NET

ابو حنیفہ کا قول سنائے گا اس لئے وہ بے علم اس عالم کا مقلد نہ ہوگا بلکہ امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی بے علم کسی عالم سے حدیث رسول کے مطابق مسئلہ پوچھے تو وہ بھی اس عالم کا مقلد نہ ہوگا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے والا ہوگا۔ کیونکہ عوام کا کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرنا تقلید نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے "رسول کی بات ماننا' اجماع پر عمل کرنا' بے علم کا عالم کے قول پر عمل کرنا' قاضی کا گواہوں کے قول پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے کی دلیل موجود ہے۔ شرع نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے (مسلم الثبوت جلد ۲ ص ۳۰۵)

غلط فہمی:

ہمیں جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو پہلے قرآن مجید میں تلاش کرتے ہیں پھر حدیث رسول ﷺ میں اگر وہاں بھی اس کا حل موجود نہ ہو تو پھر فقہ میں اس کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔

ازالہ:

آپ اپنے اس قول پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ رسول اللہ ﷺ نے دن میں پانچ نمازیں ادا کیں۔ صحابہؓ نے سیکھیں پھر آپ نماز کے مسائل کے لئے فقہ کی طرف رجوع کر کے نماز حنفی کیوں ادا کرتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ آپ ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں اور آپ کو انہی کی بات ماننی پڑتی ہے کیونکہ تقلید کی تعریف یہ ہے۔

"تقلید یہ ہے کہ کسی دوسرے انسان کے قول و فعل کی پیروی، دلیل میں غور و فکر کئے بغیر اس اعتقاد کیساتھ کی جائے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے یا کرتا ہے وہی حق ہے گویا کہ اس مقلد نے اس دوسرے شخص کے قول و فعل کا طوق اپنی گردن میں پہن لیا ہے۔ اور اب وہ اس سے دلیل کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (حاشیہ حسامی)

معلوم ہوا کہ مقلد کیلئے مجتہد کا قول ہی دلیل ہوتا ہے۔ سوچئے کیا یہ تقلید شرک فی

WWW.AHLULHADEETH.NET

الاحکام نہیں ہے کیونکہ حکم شرعی صرف اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے جو رسول کے ذریعے لوگوں تک پہنچتا ہے۔کسی مجتہد کی رائے اللہ کا حکم نہیں ہوسکتی۔کیا پھر مجتہد کی رائے ہی کو حکم شرعی سمجھنا اوراس پرعمل کرنا شرک فی الاحکام نہیں۔آئمہ کو واجب الاتباع ثابت کرنے کیلئے علماء دیوبند کے شیخ الہند محمود الحسن صاحب نے قرآن مجید میں ایک آیت ہی کا اضافہ کر دیا۔ملاحظہ فرمائیں۔

''یہ ارشاد ہوا۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول والی اولی الامر منکم''اور ظاہر ہے کہ اولی الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام کے اور کوئی ہیں سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء اور جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں۔آپ نے آیت فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر تو دیکھ لی اورآپ کو یہ اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے' اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا بھی موجود ہے۔(ایضاح الادلہ از محمود الحسن صاحب۔ص ۹۷)

قرآن مجید میں یہ آیت تو سورۃ النساء میں موجود ہے۔

فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر۔(النساء آیت نمبر ۵۹)

علماء دیو بند بتائیں کہ دوسری آیت

فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول والی اولی الامر منکم

کس سورت اور پارہ میں ہے۔

اوراگر وہ نہ دکھا سکیں اور یقیناً نہیں دکھا سکتے تو کیا یہ قرآن مجید میں تحریف نہیں ہے؟ تقلید ہی کی بدولت یہ حدیث کی پیروی نہیں کرتے۔چنانچہ شیخ الہند محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

الحق و الانصاف ان الترجیح للشافعی فی ہذہ المسئلۃ نحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفۃ.

''اس مسئلہ میں حق امام شافعی کے ساتھ ہے مگر ہم ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں ہم پر ان کی تقلید واجب ہے لہذا ہم انہی کی پیروی کریں گے''۔ (تقریر ترمذی ص ۳۹)

غلط فہمی:

آپ کو جو اختلاف نظر آتا ہے۔ یہ اختلاف نقصان دہ نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اختلاف امتی رحمۃ'' میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے۔ لہذا یہ تمام فرقے حق پر ہیں۔

ازالہ:

علامہ البانیؒ رقمطراز ہیں کہ علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ ''اختلاف امتی رحمۃ'' حدیث نہیں ہے کیونکہ یہ بلا سند ہے۔ یہ حدیث دو مختلف جملوں میں بیان کی جاتی ہے۔

۱۔ **اختلاف اصحابی لکم رحمتہ**

(میرے صحابہؓ کا اختلاف تمہارے لئے باعث رحمت ہے)

۲۔ **الاصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم**

(میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی تم اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے)۔

لیکن یہ دونوں احادیث صحیح نہیں ہیں۔ پہلی حدیث سخت کمزور ہے اور دوسری نہایت موضوع (گھڑی ہوئی) ہے علاوہ ازیں یہ قرآن پاک کے مفہوم کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولاتنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم.

آپس میں جھگڑا نہ کرنا ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب ختم ہو جائے گا۔ (الانفال:۴۶)

یہ بھی ارشاد فرمایا:

"مشرکوں میں نہ ہونا اور نہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین میں تفرق کیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔(الروم:۳۱،۳۲)

معلوم ہوا کہ اختلاف کرنا باطل پرست لوگوں کا وطیرہ ہے۔پس اختلاف کو رحمت کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔(نماز نبوی از علامہ ناصر الدین البانیؒ)

غلط فہمی:

اگر اختلاف کرنا منع ہے تو پھر صحابہؓ اور آئمہ کرام میں اختلاف کیوں ہوا؟

ازالہ:

علامہ البانیؒ فرماتے ہیں کہ مقلدین کے اختلاف کو صحابہؓ اور آئمہ کرامؒ کے اختلاف سے کچھ نسبت نہیں۔مقلدین کے نزدیک امام کا قول ہی دین اسلام ہے۔اس کے علاوہ سب کچھ منسوخ ہے یا وہ دین نہیں ہے(نعوذ باللہ)۔

جب یہ لوگ اس قدر ہٹ دھرمی اختیار کیے ہوئے ہیں تو ان کا عذر عنداللہ کیسے قابل قبول ہوگا؟ انہیں کتاب وسنت کے دلائل سے آگاہی بھی ہو جاتی ہے لیکن یہ اپنے امام کے قول کو نہیں چھوڑتے۔کتاب وسنت سے پیش کیے جانے والے دلائل کو کچھ حیثیت نہیں دیتے کیا اس قسم کے اختلاف کو صحابہؓ اور آئمہ کرام کے اختلاف سے ملایا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہؓ اور آئمہ کرام کے درمیان اگرچہ اختلاف بھی واقع ہوا مگر ہر امام نے یہی بات کہی کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے اور جب میں ایسی بات کہوں جو کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ کے مخالف ہو تو میری بات چھوڑ دو۔یہی وجہ ہے کہ ان کی صفوں میں وحدت تھی وہ ایک امام کے پیچھے ایک صف میں نماز ادا کرتے تھے مگر مقلدین کی

اختلاف اس سے بالکل مختلف ہے۔تمام مقلدین ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں۔احناف کے مشہور عالم مفتی الثقلین کا فتویٰ ہے کہ شافعی مرد کا حنفی عورت سے نکاح جائز نہیں۔اس قسم کی مثالیں فقہ کی کتب میں بکثرت موجود ہیں۔ہم نے صرف اپنا دعویٰ ثابت کرنے کیلئے یہ مثال دی ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ مقلدین کے اختلاف کو صحابہؓ کے اختلاف سے کوئی نسبت نہیں۔صحابہ کرامؓ کے اختلاف سے امت کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔جبکہ مقلدین کے اختلاف نے غیر مسلموں کو بھی اسلام سے بدظن کردیا ہے۔

قارئین کرام: اللہ نے فرقہ بندی کو اپنا عذاب قرار دیا ہے تو کیا آپ اسی عذاب میں رہنا پسند کرتے ہیں۔یقیناً یہ چیز آپ پسند نہیں کریں گے اگر واقعی آپ اس چیز کو پسند نہیں کرتے تو فرقہ بندی ختم کیجئے۔مشرکین کی وطیرہ ہے کہ جب کسی شخص کے پاس جو کسی خاص فرقے سے تعلق رکھتا ہو قرآن مجید یا حدیث نبویؐ کی کھلی دلیل پہنچتی ہے تو وہ اسے تسلیم نہیں کرتا۔اپنے مذہب کو مانتا ہے۔اپنے امام، پیر یا بزرگ کے قول وفعل کو تو حجت سمجھتا ہے اور قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔کیا یہ کفر نہیں؟ کیا اپنے امام یا پیر کے اقوال کو دین میں داخل کرنا شرک نہیں؟

یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ کے زمانے میں نہ کوئی حنفی تھا نہ شافعی، نہ کوئی قادری تھا نہ نقشبندی، اس وقت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے علاوہ کوئی چیز ماخذ قانون نہ تھا۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قول کے علاوہ کسی کا قول سند نہ تھا۔

یہاں یہ وضاحت انتہائی ضروری ہے کہ ہماری اس تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم ہر دیوبندی کو کافر ومشرک کہتے ہیں۔اہل سنت کے آئمہ یہ وضاحت کرچکے ہیں کہ گمراہ گروہ میں مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔مثلاً

۱۔مجتہد مخطی: گمراہ فرقوں میں بعض ایسے لوگ بھی ہوسکتے ہیں جو عملاً (جان بوجھ کر) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ ظاہراً اور باطناً اللہ اور اس کے رسول

WWW.AHLULHADEETH.NET

ﷺ ہی کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ مگر بعض ایسے امور کا اسے علم نہ ہوا جنہیں اللہ کے رسول ﷺ لے کے آئے ہیں۔ یا کسی غلط اجتہاد کے باعث یا تاویل کی بناء پر سنت کے برعکس ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خطا (غلطی لگ جانا) اور نسیان (بھول جانا) معاف کر دیا ہے۔ لہٰذا اللہ پر ایمان لانے والا یہ شخص گمراہ فرقے میں شامل ہونے کے باوجود قابلِ مغفرت ہو سکتا ہے۔

۲۔ جاہل قابلِ عذر: دین کے جلی اور عظیم امور میں جہالت قابلِ عذر نہیں ہے مگر بعض امور ایسے بھی ہیں جن میں جہالت قابلِ عذر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ گمراہ فرقوں میں عوام اپنے بزرگوں اور علماء کے بدعت اقوال پر سہارا کرتے ہیں اور گمان یہ رکھتے ہیں کہ ان بزرگوں کے ان اقوال کی بنیاد قرآن وسنت ہے۔ یہ جاہل سنت کی اس لئے خلاف ورزی کرتے ہیں کہ انہیں علم نہیں ہوتا۔ علم ہو جانے کے بعد یہ خلاف سنت افعال سے توبہ کر لیتے ہیں۔
تو ایسے جاہل گمراہ فرقے میں ہونے کے باوجود صرف ناقص ایمان اور مبتدع کہلائیں گے۔
ان کی خطاء قابل مغفرت ہو سکتی ہے۔

۳۔ فاسق یعنی نافرمان:

گمراہ فرقوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو باطناً اور ظاہراً ایمان رکھتے ہیں مگر جہالت اور ظلم کی بناء پر سنت کی مخالفت کرتے ہیں۔ دین کے بعض امور ایسے بھی ہیں جن کی مخالفت کی بناء پر کوئی شخص کافر یا منافق نہیں ہوتا بلکہ فاسق یا عاصی (گنہگار) ٹھہرتا ہے۔ تاویل کی بناء پر اس کی غلطی قابلِ مغفرت ہو سکتی ہے جبکہ وہ اپنے ایمان اور تقویٰ کی بناء پر اللہ سے دوستی اور وفاداری کا رشتہ قائم رکھتا ہو۔

۴۔ گمراہ مشرک:

گمراہ فرقوں میں کافر و مشرک بھی ہیں جو صریحاً کفر و شرک کا عقیدہ رکھتے اور اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ایسے لوگ جو وحدۃ الوجود اور حلول کے قائل ہوئے۔ بشر کے بارے میں اللہ ہونے کا اعتقاد رکھا۔ مردوں سے رزق کے طلبگار ہوئے۔ بعض لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے بے نیاز قرار دیا۔ یقیناً کافر و مشرک ہیں۔

معلوم ہوا کہ گمراہ فرقوں میں کسی گروہ پر معصیت، فسق، کفر یا شرک کا مطلق حکم لگانا درست ہے مگر ان میں شامل ہر شخص کو کافر و مشرک سمجھنا غلط ہے۔ کیونکہ کسی شخص کو متعین کر کے اس پر کفر یا شرک کا حکم لگانے میں چند باتوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

ا۔ جہالت:

کسی شخص کو اس وقت تک کافر نہ کہا جائے جب تک اس پر حجت قائم نہ ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اس مسئلہ میں آیات و احادیث سے وہ جاہل ہو اور جہالت اس کیلئے عذر بن جائے۔

ب۔ تاویل:

اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ دوسری آیات و احادیث کے الٹ ہونے کی بناء پر ان آیات و احادیث کی تاویل کرنا پڑے گی تو ایسے شخص کو متعین کر کے اس پر فتویٰ نہیں لگایا جائے گا اگرچہ اس کے کام کو تو کفر یہ کہا جائے گا۔

ج۔ اکراہ:

اگر کوئی شخص مجبور کر دیا جائے کہ وہ کفریہ قول یا فعل کرے تو اس پر بھی فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔

د۔ بلا قصد:

بعض اوقات انسان ایسی کفریہ بات کہتا ہے جس کے مفہوم پر اس نے غور ہی نہ کیا ہو۔ بلا قصد وہ کلمات اس کی زبان سے نکلے ہوں تو اس پر بھی فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔

مگر فتویٰ سے پرہیز کرتے ہوئے اہل سنت کے علماء کا فریضہ ہے کہ وہ گمراہ لوگوں

کی گمراہی واضح کر کے بیان کریں۔ امت کو ان سے خبردار کریں۔ سنت کو غالب کریں اور مسلمانوں کو اس کی تعلیم و تبلیغ کریں۔ بدعات کو مٹانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اللہ کے دین اور اس کی شریعت کا بیان اور گمراہ فرقوں کی نشاندہی لازم ہے ۔ اگر علماء اہل سنت گمراہ لوگوں کے پھیلائے ہوئے شر کو رد نہ کرتے تو آج مسلمانوں میں گمراہی بہت زیادہ پھیل چکی ہوتی اور دین حق کی تلاش بہت مشکل ہوجاتی ۔

لہذا کسی متعین شخص پر فتویٰ لگانا اور مسئلہ ہے اور اس کے شر سے لوگوں کو خبردار کرنا اور بچانا دوسرا معاملہ ہے ۔ بلکہ وہ قول جو کتاب وسنت کی رو سے کفر ہو اس کو کفر ہی کہا جائے گا۔ مثلاً صفات الٰہی کی نفی کفر ہے۔ اس بات کا انکار کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت کے دن دیدار کرائے گا۔ اللہ عرش پر ہے۔ قرآن کلام الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اس طرح کے دیگر واضح مسائل کا انکار بھی کفر ہیں۔ اور یہ بھی کہا جائے گا کہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے مگر تکفیر مطلق اور اور تکفیر معین لازم وملزوم نہیں۔ یعنی فرداً فرداً ہر شخص کو کافر نہیں کہا جائے گا جب تک اس پر حجت قائم نہ ہوجائے ۔ ہوسکتا ہے اس نے اس مسئلہ میں آیات واحادیث سنی ہی نہ رکھی ہوں یا سنی ہوں تو اس کے نزدیک وہ پایہ ثبوت کو نہ پہنچتی ہوں ۔یا اس کے خیال میں کچھ دوسری دلیلیں ان آیات واحادیث کے الٹ پڑتی ہوں۔ جس کی بناء پر ان کی تاویل ضروری سمجھتا ہو۔ اس قسم کے گمان رکھنے میں چاہے وہ غلطی پر ہی کیوں نہ ہو مگر اسے متعین کر کے حکم نہیں لگایا جائے گا۔

مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایسے شخص کو نمازوں کا امام مان لیا جائے اور اپنی نمازیں اس کے پیچھے ادا کر کے برباد کرلی جائیں کیونکہ ان گمراہ عقائد کے حاملین علماء دیوبند کے پیچھے کسی بھی موحد کی نماز نہیں ہوتی۔

آئمہ اہل سنت کسی شخص کے عقیدے کے بارے میں علم حاصل کرنے کے بعد ہی اس

WWW.AHLULHADEETH.NET

کے پیچھے نماز ادا کرنا پسند کرتے تھے۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے ایک سائل کو کہا: جب امام ابوعمرو عثمان بن مرزق مصر میں تشریف لائے تو مصر میں بدعات اور منکرات کی بھرمار تھی۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنے عقیدت مندوں کو کہا کہ جب تک کسی کے عقیدے کے بارے میں معلوم نہ ہو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

گمراہ مشرکوں، درگاہوں، آستانوں اور پیروں کے پجاری، مُردوں کی عبادت کرنے والے، حلولیہ، اتحادیہ اور وحدۃ الوجود کے قائل اور نبی اکرم ﷺ کے مقابلے میں پیروں، فقیروں اور اماموں کی اطاعت کے داعیوں کے پیچھے نمازیں ادا کرنا حرام ہے کیونکہ یہ فرقے کی طرف دعوت دیتے ہیں اور فرقہ بندی گمراہی ہے۔

اٹھیے اور فرقہ بندی سے نجات حاصل کیجئے تا کہ آپ اسلام کی اصل برکات کو حاصل کرسکیں۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ، مَاتَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ، جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا۔

ترجمہ: ''اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبرؐ کی مخالفت کرے۔ اور مومنوں کے رستے کے سوا ور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے۔ اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔ (النساء ۱۱۴)

WWW.AHLULHADEETH.NET